

# رسول اللہ بہ حیثیت داعی توحید

ملک محمد رفیع زفاروقی

عقیدہ توحید دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے سب سے زیادہ زور اسی عقیدہ کی تشریح و توضیح پر دیا۔ سیکڑوں آیات میں نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ خالق کائنات کی وحدانیت پر ایمان، انسانی فطرت کا بنیادی تقاضا ہے جس سے انکار و انحراف انسانی فطرت کے بنیادی اصولوں کے خلاف سرکجا بناوت ہے۔ قرآن کریم نے شرک کی مذمت بھی واضح انداز سے کی ہے اور بتایا ہے کہ خالق کائنات کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا عقیدہ توحید کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر رسولوں کی بعثت کا مقصد ہی یہ بتایا گیا ہے کہ خالق کائنات کی وحدانیت کے عقیدہ کو پھیلایا جائے اور ہر قسم کے شرک سے روکا جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام کی دعوت کا مرکز و محور یہ رہا ہے کہ "صالحکم من الہ غیرک" اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی اللہ نہیں ہے۔ قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسرے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا لیکن شرک کو معاف نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی زندگی میں سب سے زیادہ زور اسی عقیدہ کی وضاحت اور تبلیغ پر دیا اور ایمان لانے والوں کو بار بار تاکید کی کہ شرک سے بچیں خواہ انہیں زندہ جلادیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عقیدہ کے مختلف پہلوؤں اور گوشوں کی تشریح کی۔ لفظ اللہ کی وضاحت کی۔ اس کے معانی اور قرآین اطلاق بیان کئے۔ اور بتایا کہ عقیدہ توحید پر ایمان کے عملی تقاضے اور منطقی نتائج کیا ہیں؟ شرک کا مفہوم بتایا اور اس کے نقصانات و نتائج سے آگاہ کیا۔ اہل عرب نے حیاتِ طیبہ کے کئی دور میں آپ کو جس قدر تکالیف دیں اور دکھ پہنچائے ان سب کے پس منظر میں یہی اختلاف کارفرما تھا کہ آپ نے عقیدہ توحید کی ایسی توضیح پیش کی تھی جس میں شرک کے لئے کوئی چور دروازہ نہیں رہنے دیا گیا تھا۔ بعثت کے بعد حضور کو حکم ہوا کہ اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کو عذابِ آخرت سے آگاہ

کینے اور انہیں شرک کے عواقب سے خوف دلائیے۔ اس کے معاً بعد یہ حکم دیا گیا کہ دین اسلام کی دعوت کا دانشگان اعلان کر دیجئے اور شرک کرنے والوں سے روگردانی کر لیجئے (۱) اسی مقصد کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ اور مکہ کے باشندوں کو پکارا۔ ماسٹرہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے من سوک اور حن اطلاق کے باعث لوگ آپ کے متعلق بہت اچھے خیالات رکھتے تھے۔ لہذا کام کاج چھوڑ کر لبیک کہتے ہوئے کوہ صفا کے دامن میں جمع ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لے قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب میں ایک بڑی فرخ چھپی ہوئی ہے تو کیا تم میری اس بات کو صحیح مان لو گے؟“

اہل قریش نے جواب دیا :-

ہاں! لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ہم آپ کی بات کو صحیح تسلیم کر لیں گے، اس لئے کہ آپ صادق و امین ہیں۔

تب آپ نے ارشاد فرمایا۔

”لے لوگو! تم پر عذاب نازل ہونے سے پہلے میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں، لے بنو عبدالمطلب! لے خاندان عبدالمنان! اے انارے زہرہ! لے اولاد تمیم! لے قبیلہ مخزوم والو! لے فرزند اسد، سب غور سے سنو، کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ قرابت داروں کو عذاب آخرت سے آگاہ کروں اور اگر تم نے کالہ الا اللہ نہ کہا تو میں دنیا و آخرت میں تمہارے کسی کام نہ آسکوں گا۔“

یہ سن کر آپ کا حقیقی چچا ابوباب اٹھا اور کہنے لگا :-

”اے محمد، تو سدا برباد رہے، ایسے کام کے لئے آج کے دن تو نے ہمیں یہاں بلایا“ (۲)

(۱) القرآن الکریم، الشعراء، ۲۱۳-۲۱۶، المجر: ۹۳

(۲) اس واقعہ کی تفصیلات سیرت اور تاریخ کی تمام کتابوں میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں حدیث کی کتابوں میں بھی یہ واقعہ بیان ہوا ہے۔

(صحیح بخاری جلد دوم ص ۷۷، اور صحیح مسلم، جلد اول ص ۱۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دخل کے واقعہ و عام طور پر ایک معمولی واقعہ خیال کر کے اس پر کوئی غور و فکر نہیں کیا جاتا۔ پھر تاریخ بتاتی ہے کہ مشرکین عرب نے ہر موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی انہیں تکالیف پہنچائیں۔ تنگ کیا اور طرح طرح کے الزامات لگائے۔ کہ صفا کا یہ واقعہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے اور اس حال تک اس واقعہ کی تفصیلات اپنے اندر عقیدہ توحید سے متعلق چند نہایت اہم حقائق کو لئے ہوئے ہے جن پر غور کرنے سے عقیدہ توحید کا صحیح مفہوم و مدعا اپنی واضح ترین صورت میں سامنے آجاتا ہے۔ حاضرین اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ اہل عرب نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کبھی صحبوت نہیں سنا تھا انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق گوئی پر اس قدر یقین تھا کہ وہ تو ایسی بات بھی تسلیم کرنے کو تیار تھے جن کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو۔ لیکن جب اسی سچی زبان نے لا الہ الا اللہ کا درس دیا تھا۔ تو اہل قریش جبرٹ گئے اور انہوں نے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ باشندگان عرب خدا کی سستی کے منکر تھے؟ یا مذہب سے برگشتہ؟ یا وہ کئی خداؤں کے قائل تھے؟

قرآن کریم نے جا سبحان لوگوں کے عقائد و نظریات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ لوگ مذہب سے برگشتہ نہیں۔ بلکہ مذہب میں یقین رکھتے تھے، مانتے تھے کہ اس کائنات کو ایک خالق نے پیدا کیا ہے۔ وہی اس کے تمام امور کی تدبیر و تنظیم کرتا ہے وہی اس کائنات میں بسنے والوں کو آسمان اور زمین سے روزی بہم پہنچاتا ہے۔ ان کا یہ بھی ایمان تھا کہ اللہ ہی ہے جو آسمان سے بارش برساتا ہے اور ناکارہ زمین کو دوبارہ قابل کاشت بناتا ہے۔ وہی ذات زندگی اور موت پر قادر ہے اور اسی کے ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں۔ قرآن کریم نے یہ حقیقت کھول کھول کر اور بار بار بیان کی ہے کہ اہل عرب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایجابی تم کے عقیدہ توحید پر کبھی اختلاف نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دینِ ہلام کے وائسگان اعلان کا حکم ہوا تو انہوں نے کہہ صفا کے دامن میں باشندگان مکہ کو جمع کر کے لا الہ الا اللہ کا سبق دیا۔ آپ نے ان سے یہ مطالبہ نہیں کیا کہ خدا کی ہستی پر ایمان لاؤ۔ اسے کائنات کا مالک، خالق و ممتار اور لائق تسلیم کرو۔ اگر عقیدہ توحید کا مفہوم خدا کی سستی اور اس کے اختیارات پر ایمان لانا ہی لیا جائے تو اس سے اہل عرب کو کوئی اختلاف نہ تھا وہ تو خود اس مفہوم کے قائل تھے۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کا یہ مفہوم متعین کیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت میں کبھی سستی کو کسی لحاظ سے بھی شریک نہیں کیا جاسکتا تو ایجابی توحید پر ایمان رکھنے والے ان مشرکین عرب نے اس سے سخت اختلاف

کیا۔ قرآن کریم نے بیان کیا ہے :

وَإِذْ أَتَى عَلَىٰ آلِهَتِنَا آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالِ الدِّينَ لَا سِرْجُونَ لِقَامَنَا آيَةً بِقُرْآنٍ  
غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِي لَفْظِي ۚ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مَوَاجِدُ  
يُوحَىٰ إِلَىٰ تَابِئِي لَعَنَاتٍ إِنْ عَجِبْتُمْ رَبِّيَ عَذَابٌ كَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

جب ان لوگوں کے سامنے ہماری واضح آیات پڑھی جاتی ہیں تو ہماری ملاقات کی امید نہ رکھنے والے کہتے ہیں کہ اس قرآن کی جگہ کوئی اور قرآن لائیے یا پھر اس کو بدل دیجئے۔ کہہ دیجئے لے پیغمبر کو قرآن کو بدل دینا میرا کام نہیں ہے۔ میں تو اس حکم کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف آتا ہے۔ اگر میں خدا کی افزائی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ (۳)

مشرکین قرآن کے کس حصہ میں تبدیلی اور ترمیم کے طلب گار تھے؟ قرآن نے اس کی وضاحت بھی کی ہے سورہ ص میں ہے۔

اجْعَلْهُ الْآلِهَةَ وَالنَّهْأَ وَاحِدًا ۚ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝

کیا اس پیغمبر نے اتنے الہوں کا ایک ہی الہ بنا دیا ہے۔ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے (۴) سورہ صفت میں ہے :

إِنْتَهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ۝

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔ تو وہ غرور کرتے ہیں (۵)

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اختلاف کی بنیادی وجہ لفظ الہ کی تشریح و توضیح تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں بار بار اس لفظ کے صحیح مفہوم کو واضح کیا اور ان حدود کو متعین کیا جو توحید اور شرک کو ایک دوسرے سے الگ کرتی ہیں۔ ذیل میں آیات قرآنی اور ارشادات نبوی کی روشنی

(۳) القرآن حکیم ، یونس۔ ۱۵

(۴) " ص ۵

(۵) " صفت ۳۵

میں انہیں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت عدوی بن حاتم رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی تھے۔ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور سورہ قہر کی آیت ۳۱ نازل ہوئی کہ "نصرانیوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے بعد رب بنا لیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں" تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قرآن کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ ہم نے نصرانی ہوتے ہوئے اپنے علماء اور مشائخ کی عبادت کبھی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمہارے علماء نے جو چیزیں از خود حلال یا حرام قرار دی تھیں تم انہیں مانتے تھے اور ان کی ہر بات کو حجت تسلیم کرتے تھے؟ حضرت عدویؓ نے کہا! ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا۔

فَذَالِكْ عِبَادَتِهِمْ اَيَّاكُمْ

کہ یہی ان کی عبادت ہے۔ (۶۸)

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہوا کہ کسی کو رب ماننے کے لئے ہزدی نہیں کہ اسے کائنات کا خالق و مالک مان لیا جائے۔ بلکہ اگر اللہ کی کسی ایک صفت میں بھی کسی کو شریک کیا جائے (خواہ وہ مسیح ابن مریم ہوں یا کوئی اور برگزیدہ ہو) تو یہ بھی شرک ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نصرانی اپنے اس شرک کے مترن کبھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عدوی بن حاتم دم کو اس پر تعجب ہوا کیونکہ ان کے خیال میں بات صرف اتنی تھی کہ وہ اپنے علماء اور مشائخ کی ہر بات کو سند اور حجت تسلیم کرتے تھے اور ایسا کرنا ان کے خیال میں عقیدہ تندی کا تقاضا تھا اسی چیز کو قرآن کریم نے شرک قرار دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ عبادت صرف ہی نہیں کہ کسی کو رب مان کر اس کے سامنے سر جھکایا جائے یا سجدہ کیا جائے۔ بلکہ دین میں غیر اللہ کو سند اور حجت ماننا بھی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت میں شریک ٹھہرانا ہے۔ اس واقعہ سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور دوران گفتگو ایک موقع پر کہا "مَشَاءَ اللّٰهِ وَشَيْئًا" کہ وہی ہو گا، جو اللہ چاہے گا، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا اجعلنی باللہ نذًا" کہ کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنا لیا ہے؟

یوں کہو کہ ما شاء اللہ وعدہ کر دہی ہوگا جو صرف خدا چاہے گا (۷) یہ تو ظاہر ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک الگ اور مستقل خدا سمجھ کر ایسا نہیں کہا تھا بلکہ سادہ سی بات ہے کہ اس نے عقیدت کے رنگ میں عبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے اور یہی چیز شرک کا دروازہ کھولتی ہے لہذا آنحضرت نے اس شخص کو سختی سے منع کر دیا۔

آنحضرت کے اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شرک بنانے سے مراد لازمی طور پر یہ نہیں ہے کہ خداؤں کی تعداد دو یا تین قرار دی جائے بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بھی کسی ہستی کو صفات الوہیت میں شرک کیا جائے کہ یہ خود نہیں کر سکتا بلکہ خدا نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے۔ تو یہ بھی شرک کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ مشرکین عرب اسی نوعیت کے شرک میں مبتلا تھے۔ قرآن کریم نے کہا ہے :-

وَلِيُذَوِّنَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَعْتَوُونَ هَوَاهُوَ كَيْفَ شِئْنَا وَنَاغِدُ اللَّهُ  
یہ لوگ اللہ سے نیچے ان کو پوجتے ہیں جو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ ہستیاں اللہ کے  
بال سنارشی ہیں۔ (۸)

سورہ زمر میں کہا گیا ہے :-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهًا مَانِعِينَ لَهُمْ أَلَّا يَفْقَهُوْا جُنَا إِلَى اللَّهِ نُلْفِي ،

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اولیا (کارساز) بنا لئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم انہیں اس لئے پوجتے ہیں کہ  
ہیں خدا کے حضور مقرب بنا دیں۔ (۹)

مشرکین کے اس نظریہ کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کی ہے کہ وہ لوگ جب

(۷) ادب المفرد، امام بخاری ص ۱۰۷، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۱۴، مشکلی الآثار  
امام طحاوی ص ۹۰، کتاب الاسماء والصفات ص ۱۱۰، اسی سے ملے جلتے الفاظ کنز العمال  
جلد دوم ص ۱۳۲، کتاب الاقتبار ص ۲۴۳ اور مجمع الزوائد جلد ہفتم ص ۲۰۹ پر بھی موجود ہیں  
اور محدثین نے تصریح کی ہے کہ روایات ثقات اس روایت کے راوی  
تھے ہیں۔

(۸) القرآن الکریم، یونس - ۱۸ (۹) القرآن الکریم زمر، ۳  
(۷۹)

میں انہیں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے عیسائی تھے۔ جب دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور سورہ توبہ کی آیت ۳۱ نازل ہوئی کہ "نصرانیوں نے اپنے علماء اور مشائخ اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے بعد رب بنا لیا ہے حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ مرث ایک اللہ کی عبادت کریں" تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قرآن کے ان الفاظ کا کیا مطلب ہے؟ جبکہ ہم نے نصرانی ہوتے ہوئے اپنے علماء اور مشائخ کی عبادت کبھی نہیں کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمہارے علماء نے جو چیزیں از خود حلال یا حرام قرار دی تھیں تم انہیں مانتے تھے اور ان کی ہر بات کو حجت تسلیم کرتے تھے؟ حضرت عدیؓ نے کہا! ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا:-

فَذَلِكَ عِبَادَتِهِمْ أَيَّاهُمْ

کہ یہی ان کی عبادت ہے۔ (۶)

اس ارشاد نبویؐ سے ثابت ہوا کہ کسی کو رب ماننے کے لئے مزدی نہیں کہ اسے کائنات کا خالق و مالک مان لیا جائے۔ بلکہ اگر اللہ کی کسی ایک صفت میں بھی کسی کو شریک کیا جائے (خواہ وہ مسیح ابن مریم ہوں یا کوئی اور برگزیدہ مہی تو یہ بھی شرک ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ نصرانی اپنے اس شرک کے مترن کبھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عدی بن حاتم دم کو اس پر تعجب ہوا کیونکہ ان کے خیال میں بات صرف اتنی تھی کہ وہ اپنے علماء اور مشائخ کی ہر بات کو سند اور حجت تسلیم کرتے تھے اور ایسا کرنا ان کے خیال میں عقیدہ تندی کا تقاضا تھا اسی چیز کو قرآن کریم نے شرک قرار دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں فرما دیا کہ عبادت صرف یہی نہیں کہ کسی کو رب مان کر اس کے سامنے سر جھکایا جائے یا سجدہ کیا جائے۔ بلکہ دین میں غیر اللہ کو سند اور حجت ماننا بھی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات الوہیت میں شریک ٹھہرانا ہے۔ اس واقعہ سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور دوران گفتگو ایک موقع پر کہا "مَشَاءَ اللّٰهِ وَشَيْئًا" کہ وہی ہوگا، جو اللہ چاہے گا، اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ چاہیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا اجعلتی فیہ۔ ہذا" کہ کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنا لیا ہے؟

یوں کہو کہ ما شاء اللہ وحدہ کر دہی ہوگا جو صرف خدا چاہے گا (۷) یہ تو ظاہر ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک الگ اور مستقل خدا سمجھ کر ایسا نہیں کہا تھا بلکہ سادہ سی بات ہے کہ اس نے عقیدت کے رنگ میں عبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے تھے اور یہی چیز شرک کا دروازہ کھولتی ہے لہذا آنحضرت نے اس شخص کو سختی سے منع کر دیا۔

آنحضرت کے اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شرک بنانے سے مراد لازمی طور پر یہ نہیں ہے، کہ خداؤں کی تعداد دو یا تین قرار دی جائے بلکہ اگر یہ عقیدہ رکھ کر بھی کسی سستی کو صفات الوہیت میں شرک کیا جائے کہ یہ خود نہیں کر سکتا بلکہ خدا نے اسے یہ طاقت دے رکھی ہے۔ تو یہ بھی شرک کے زمرہ میں شمار ہوگا۔ مشرکین عرب اسی نوعیت کے شرک میں مبتلا تھے۔ قرآن کریم نے کہا ہے :-

وَلْيُذَوِّنْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هُوَ كَمَا شَفَعَانَا عِنْدَ اللَّهِ  
یہ لوگ اللہ سے نیچے ان کو پوجتے ہیں جو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان اور کہتے ہیں کہ یہ مستیاں اللہ کے ہاں سفارشی ہیں۔ (۸)

سورہ زمر میں کہا گیا ہے :-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا لَنْعَبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اولیا (کارساز) بنا لئے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم انہیں اس لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں خدا کے حضور مقرب بنا دیں۔ (۹)

مشرکین کے اس نظریہ کی وضاحت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں کی ہے کہ وہ لوگ جب

(۷) ادب المفرد، امام بخاری ص ۱۰۷، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۲۱۴، مشکلی الآثار  
امام طحاوی ص ۹۰، کتاب الاسماء والصفات ص ۱۱۰، اسی سے ملے جلتے الفاظ کنز العمال  
جلد دوم ص ۱۳۴، کتاب الاعتبار ص ۲۴۳ اور نمین الزوائد جلد ہفتم ص ۲۰۹ پر بھی موجود ہیں  
اور محدثین نے تصدیح کی ہے کہ روایات ثقات اس روایت کے راوی  
تھے ہیں۔

(۸) القرآن الکریم، یونس - ۱۸ (۹) القرآن کریم زمر، ۳



سجد حرام کا طوان کرتے تو کہتے لَبَيْتُكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ كَلَّكَ تَمَلَّكَ هُوَ مَلَّكَ  
 اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے اس کے جسے تو نے اختیارات دے رکھے ہیں  
 تو اس کا مالک ہے وہ مالک نہیں ہے۔ (۱۰)

حضرت عکرم بن ابی جہل کے مشہور و معروف واقعے سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ فتح مکہ کے روز پر مسلمان کثیر  
 سے انتقام کے غوغ سے مکہ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ بحیرہ احمر میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ راستے میں کشتی کو  
 طوفان نے اٹھیرا اور ڈوبنے لگی۔ ملاحوں نے کہا کہ اب ہمیں صرت اللہ تعالیٰ ہی کو پکھانا چاہیے کیونکہ یہ ایسا  
 موقع ہے کہ ہمارے من گھڑت الاکام نہیں آسکتے۔ حضرت عکرم نے کہا کہ اگر ہمارے الہ مصیبت کے وقت  
 کام نہیں آسکتے تو اطمینان و سکون کے وقت بھی کام نہیں آسکتے۔ اسی بات سے حضرت عکرم کے نظریات میں  
 زبردست تبدیلی پیدا ہوگئی اور آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کر لیا اور کہا کہ یہی  
 تو وہ سبق ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے شب و روز پیش کرتے رہتے ہیں (۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ دین کے معاملے میں جس غلو اور افراط و تفریط نے یہودیوں اور  
 نصرانیوں کو گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسی چیز نے عرب کی آبادی کو مخالفت فی الدین کا مرتکب  
 بنایا ہے۔ اور یہ ایسی خوش کن چیز ہے جس سے مسلمانوں کا بیچ جاننا بہت مشکل ہے لہذا انہوں نے اپنے متعلق بار بار  
 وضاحت کی ہے کہ:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَّبِعُونِي فَوْقَ قَدْرِي فَإِنَّ اللَّهَ اخْتَلَفَ عَبْدًا قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفَ نَبِيًّا فَذَكَرْتَهُ لِعَبْدِ بْنِ

۱۰۔ صحیح مسلم جلد اول ص ۲۶۶، مشکوٰۃ الصالحین جلد اول ص ۲۲۳ ملاحظہ فرمائیے۔ اس تلمیح میں شرک کا چور و کوزہ

کیسی خوبصورتی سے کھلا رکھا گیا تھا۔

عمر بن لُحی نامی شخص نے یہ تلمیح ایجاد کیا تھا (البدایہ والنہایہ، ابن کثیر دمشقی جلد دوم ص ۱۸۸) اور اسی  
 شخص نے ان شریکیہ نظریات کا عرب میں پرچار کیا تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری  
 علامہ ابن حجر عسقلانی جلد ششم ص ۳۵۴)

۱۱۔ سنن نسائی جلد دوم ص ۱۵۲، البدایہ والنہایہ ابن کثیر دمشقی جلد چہارم ص ۲۹۸

(العاصم المسلول شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص ۱۰۹  
 (۷۰)

فَقَالَ وَبَعْدَ مَا اتَّخَذَهُ نَبِيًّا -

اے لوگو، تم مجھے میرے مرتبہ سے نہ بڑھاؤ۔ کیونکہ اللہ نے پہلے مجھے اپنا بندہ بنایا ہے۔ اور اس کے بعد نبوت کے مرتبہ و مقام پر نازل کیا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی بنانے کے بعد بھی آپ کو بندہ ہی رکھا ہے (۱۲)

ایک موقر پر آپ نے ارشاد فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَطْرُقُونِي كَمَا طَرَقَتِ النَّصَارَىٰ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ، اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
فَقُولُوا سُبْحَانَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ.

اے لوگو تم مجھے نہ بڑھانا، جیسا کہ نصرا نیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ لہذا تم بھی مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو (۱۳)

قرآن کریم میں بھی متعدد مقامات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرایا گیا ہے  
قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

کہہ دیجئے اے پیغمبر! میں اپنی جان کے لئے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں، وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ (۱۴)

قُلْ اِنِّي لَا اَمْلِكُ لِحَرْمِ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

کہہ دیجئے اے پیغمبر! میں تمہارے لئے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ (۱۵)

مشرکین کا نظریہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جسے نبوت اور رسالت کے لئے منتخب کرتا ہے اسے بعض ا فوق الفطرت اختیارات عطا کرتا ہے اور نبی یا رسول چونکہ اللہ کا مقرب ہوتا ہے اس لئے وہ خدا سے جو چاہے منوا سکتا ہے، ان کا خیال تھا کہ نبی حقیقت کے اعتبار سے انسان سے ماوراء ہوتا ہے۔ لہذا بعض ا فوق الفطرت اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے سورۃ نبی اسرائیل میں بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مخالفین نے یہ مطالبہ کیا کہ اگر وہ واقعی رسول ہیں تو ان کی آنکھوں کے سامنے ایسے کام کر کے

(۱۲) متدرک حاکم جلد سوم ص ۱۷۹

(۱۳) صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۰۹، مسند طیبی ص ۷۱، شمائل ترمذی ص ۳۳

(۱۴) القرآن الکیم الاعراب، ۱۸۷، یونس ۴۹ (۱۵) ایضاً - جن ۲۱

لا تَشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کر خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے (۱۹)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

لا تَشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ أَوْ حُرِّقْتَ

اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کر خواہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلادیا جائے (۲۰)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ توحید کی تبلیغ اور شرک کی مذمت میں بسر ہوا۔ آپ نے اپنے پاک عمل سے شرک کی تمام تر قدیم و جدید صورتوں کو ختم کیا اور بنی نوع انسان کو وحدانیت الہی کا تصور دے کر شرف ان نیت کا درس دیا۔

(۱۹) مسند امام احمد بن حنبل، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۱ (۲۰) سنن ابن ماجہ ص ۳۰۱

معیاری  
اور  
قابل  
اعتماد

ایگل  
ایک عالمگیر قلم

A PRODUCT OF  
AZAD FRIENDS & CO. LTD.

AFC-5/74

Crescent